بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہِ صفر اور جاہلانہ خیالات و رسومات

عالم ربانی

حضرت مولانا مفتی عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: مولانا محمد سعد

مدرس دار العلوم عیدگاہ کبیر والا خانیوال

مکتبۃ الامداد

جامع مسجد امداد ملتان روڈ کبیر والا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ(۱)

تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی

ایک حدیثِ پاک پڑھی گئی ہے جس میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الدیات، باب من طلب دم امریء بغیر حق۔

ہے کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کو بہت ناراضگی ہے۔ بہت غصہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اُن کی دنیا اور آخرت دونوں ہی خراب ہوں گی۔ وہ کون لوگ ہیں؟ ان کی تفصیل عرض کی جاتی ہے۔

(۱) پہلا شخص حرم شریف میں گناہ کرنے والا

پہلا آدمی وہ ہے: **مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ**

''جو حرم شریف میں کوئی گناہ کا کام کرے''

ایک حرم تو حرمِ مکّی ہے۔ مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کے باہر جو ایک حد بنی ہوئی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے جو سرحد بنی ہوئی ہے، اُس کے اندر ہی اندر جو جگہ ہے اُس میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے (۱) اور اس میں گناہ کا وبال بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح مدینہ منورہ کو بھی حرم کہتے ہیں (۲) وہ بھی قابل احترام ہے، تو جو آدمی حرمین شریفین میں گناہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس پر بڑی ناراضگی آتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس گناہ کی سزا بھی جلدی مل جاتی ہے (۳)

ایک عورت کو ظلم کرنے پر نقد سزا

چنانچہ ایک عورت بڑی پیسے والی تھی، وہ حرم شریف میں رہتی تھی۔ اُس کی ایک باندی (نوکرانی) تھی، اُس سے کچھ غلطی ہوگئی، اُس نے سوچا کہ میری مالکن

(۱) شعب الایمان، فضل الحج۔ (۲) جمہرۃ اللغۃ، ح ر م (۳) فتح الباری لابن حجر، باب ایام الجاہلیۃ۔

مجھے سزا دے گی۔ سزا سے بچنے کے لئے حرم شریف میں جا کر بیٹھ گئی، اُس کی مالکن آئی اور آ کر اُس کو بازو سے پکڑا اور پکڑ کر گھسیٹا، بس اللہ جل شانہ کی طرف سے فوراً عذاب متوجہ ہوا اُسی وقت اُس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ وہ زیادتی کر رہی تھی نقد سزا مل گئی (۱)

جھوٹی قسم کا فوری وبال

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ چند لوگوں نے حرم شریف میں جھوٹی قسم اٹھائی۔ اور بھائی! جھوٹی قسم اٹھانا بڑا گناہ ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ:

''جھوٹی قسم کے وبال سے علاقے کے علاقے تباہ ہو جاتے ہیں'' (۲)

آج کل آپ دیکھ رہے ہیں۔ کیسے کیسے مصائب آ رہے ہیں۔ اور ایسے موقع پر ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے یہ مصیبتیں آ رہی ہیں۔ یہ نہیں سوچتے ہمارے گناہ بھی ہیں۔

مصائب گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں

ابھی تازہ خبر آپ نے سنی ہو گی کہ سمندر میں زبردست طغیانی آئی ہے اور سندھ کے ساحلی علاقے میں کئی بستیاں تباہ ہو گئیں۔ سَو کے قریب گھر سمندر کی نذر ہو گئے ہیں، لاشیں تک نہیں ملیں ایسی ایسی آفات و مصائب ہمارے گناہوں کی وجہ

---

(۱) فتح الباری لابن حجر، باب ایام الجاہلیۃ۔ (۲) السنن الکبریٰ للبیہقی، باب ما جاء فی الیمین الغموس۔

سے آتی ہیں۔ جب ایسا واقعہ سنیں تو یوں نہ کہا کریں کہ دوسروں کے گناہ ہیں، یوں کہو کہ ہمارے گناہ بھی ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ کسی کو پکڑ لیتے ہیں کسی کو نہیں پکڑتے۔

ایک عبرت ناک واقعہ

ابھی چند دن ہوئے کہ جھنگ کے علاقے میں ایک واقعہ پیش آیا ہے میں گزشتہ جمعہ وہاں گیا تھا تو وہاں کے دوستوں نے بتایا۔ عجیب عبرت ناک واقعہ پیش آیا، حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ہیں دنیا میں عبرت کے ہر سو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا ہے رنگ وبو نے

عبرت کے تو بڑے بڑے واقعات ہیں مگر حضرت فرماتے ہیں کہ تمہیں دنیا کی محبت نے اندھا کر دیا ہے۔

وہ دوست بتا رہے تھے کہ وہاں ایک ٹینکر پٹرول سے بھرا ہوا آ رہا تھا، بڑا زبردست اور قیمتی پٹرول تھا، سامنے گدھا گاڑی والا آ گیا اُس کو بچانے کے لئے ڈرائیور نے جوں ہی بریک لگائی ٹینکر الٹ گیا اور اُس میں سے پٹرول گرنے لگا۔ ڈرائیور نے لوگوں سے کہا کہ بھائی میرا تعاون کرو، کوئی ٹریکٹر وغیرہ لے آؤ اور اِس کو سیدھا کرو ورنہ میرا یہ لاکھوں روپے کا نقصان ہو جائے گا۔ کچھ لوگ تعاون کرنے لگے، اور کچھ تماشا دیکھنے آ گئے، جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ سیدھا تو نہیں ہو رہا، انہوں نے مال غنیمت جمع کرنا شروع کر دیا جس کے پاس جو برتن تھا وہ برتن لے آیا بھر بھر کر لے جانے لگا۔ ڈرائیور چیخ چیخ کر کہتا تھا کہ بھائی اس کے قریب نہ جاؤ یہ

بڑی خطرناک چیز ہے، آگ لگ گئی تو سب مر جاؤ گے اور دوکانداروں کو بھی کہا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ، کہیں یہ آگ نہ پکڑ لے۔ بتا رہے تھے کہ ایک کار والا آیا اس نے دیکھا کہ مفت پٹرول مل رہا ہے اُس نے کہا کہ چلو! میں بھی اپنی گاڑی کی ٹینکی بھر لوں۔ اُس نے بالٹی بھری۔ بس تھوڑا سا آگے گیا پتہ نہیں کیا وجہ پیش آئی اس پٹرول کو آگ لگ گئی اور اسّی کے قریب آدمی وہیں جل گئے اور کئی لوگ دکانوں میں پناہ لینے گئے تو دکانوں میں بھی جل گئے۔ قریب ٹیکسیوں کا اڈہ تھا جتنی کاریں وہاں کھڑی تھیں سب جل گئیں۔ تو دوست بتا رہے تھے کہ اکثر نوجوان لڑکے کنوارے تھے بے چارے جل گئے۔

تو میں عرض کر رہا تھا آج ایسے ایسے واقعات جو پیش آ رہے ہیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہیں۔ اور کبھی کبھی گناہ کی سزا جلدی مل جاتی ہے۔ یہ جھوٹی قسم کا گناہ بھی ایسا گناہ ہے کہ جس کی سزا جلدی مل جاتی ہے۔

جھوٹی قسم پر نقد سزا

جھوٹی قسم آباد بستیوں کو ویران کر دیتی ہے، تو حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کچھ لوگوں نے جھوٹی قسم اٹھائی، ایک پہاڑ کے دامن میں کہیں سائے کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، اچانک پہاڑ سے ایک بہت بڑی چٹان گری جتنے آدمی بیٹھے تھے سب دب کر مر گئے(۱)

تو بھائی پہلا آدمی جس سے اللہ تعالیٰ کو بڑی ناراضگی ہے وہ ہے

....

(۱) فتح الباری لابن حجر، باب ایام الجاہلیۃ۔

مُلْحِدٌ فِی الْحَرَمِ جو حرم شریف میں گناہ کرے۔ یعنی مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں گناہ کرے۔

(۲) دوسرا شخص ناحق قتل کرنے والا

دوسرا وہ آدمی ہے فرمایا:

وَمُطَّلِب دَمَ اِمْرِیءٍ بِغَیْرِ حَقٍّ لِیُهْرِیْقَ دَمَهٗ

جو کسی مسلمان کا ناحق خون بہانا چاہتا ہے۔ اُس کا کوئی قصور بھی نہیں ہے اور یہ اُس کے قتل کرنے کے درپے ہے۔ قتل کا ارادہ کر رہا ہے یا قتل کر دیا ہے۔ قتل بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بے گناہ آدمی کو ساری دنیا کے لوگ مل کر قتل کر دیں۔ مثلاً کسی نے پکڑا، کسی نے زخمی کیا، کسی نے کوئی اور تعاون کیا، تو اللہ جل شانہ سب کے سب کو جہنم میں ڈال دیں گے (۱) ایک قتل کا اتنا گناہ ہے۔

قتل کی تائید میں ایک کلمہ کہنے پر وعید

اور قتل کا گناہ تو بہت بڑا ہے جو آدمی قتل کی تائید میں ایک کلمہ زبان سے نکال بیٹھا وہ بھی سخت گناہ گار ہوگا۔

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کسی نے قتل نہیں کیا ہتھیار نہیں دیا پکڑا نہیں صرف ایک جملہ زبان سے کہا، مثلاً یہ کہا ''میاں اس کا کام تمام کر دو'' حدیث

....

(۱) المستدرک للحاکم، کتاب الحدود۔

شریف میں آتا ہے جب قیامت کے دن یہ آدمی اٹھے گا جس نے ایسا کلمہ کہا ہوگا، تو اُس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا:

آئِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللهِ(۱)

یہ آدمی اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ بس اللہ کی رحمت اس کو نہیں پہنچے گی۔ یہ دو آدمی ہو گئے۔

(۳) تیسرا آدمی جاہلانہ رسومات پر چلنے والا

تیسرا آدمی فرمایا: وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

اسلام بھی آچکا ہے اسلام کے احکام بھی آچکے ہیں، اب جاہلانہ طریقے پر چلتا ہے، جاہلانہ رسم ورواج اختیار کرتا ہے، خلافِ سنت کام اپناتا ہے۔ فرمایا: ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کو بڑی ناراضگی ہے جو خلافِ سنت کام کرے، بدعت پر چلے یا رسم ورواج پر چل کر شریعت کو پسِ پشت ڈال دے یہ بڑا گناہ ہے اسلامی طریقہ چھوڑ کر جاہلانہ طریقہ اختیار کرنا حق تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

اور ایسی رسمیں آج کل ہمارے ہاں بہت ہیں ہر موقع کی مناسبت سے کوئی نہ کوئی رسم موجود ہے۔ چند رسومات عرض کی جاتی ہیں۔

دورِ جاہلیت میں ماہِ صفر کے متعلق نظریات:

ایک رسم ماہِ صفر کے بارے میں ہے۔ اب بھی صفر کا مہینہ چل رہا ہے اس

(۱) سنن ابن ماجہ، باب التغلیظ فی قتل مسلم۔

ماہ کے بارے میں لوگوں کے عجیب وغریب خیالات ہیں۔اور یہ آج سے نہیں، اسلام کی آمد سے پہلے جاہلیت کے دور میں بھی اس مہینے سے متعلق لوگوں کے عجیب وغریب نظریات تھے۔

ایک نظریہ یہ تھا کہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔پریشانیاں اور مصائب اس میں نازل ہوتی ہیں۔

دوسرا نظریہ اس کے بارے میں یہ تھا کہ صفر یہ پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے جو انسان کو کاٹتا ہے تو انسان کو بھوک لگتی ہے۔کہتے تھے بھوک لگنے کا سبب یہی صفر ہوتا ہے۔شریعت نے فرمایا یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے (۱)

تیسرا نظریہ یہ تھا کہ صفر یہ پیٹ کا ایسا درد ہوتا ہے جو متعدی مرض بن جاتا ہے اگر ایک کو ہوگیا تو دوسرے کو ہوگا پھر تیسرے کو، چوتھے کو ہوگا یہاں تک کہ سب کو لپیٹ میں لے لے گا۔اسلام نے فرمایا یہ بات بھی جھوٹی ہے کوئی ایسی بیماری نہیں ہے کہ ایک کو لگے تو دوسرے کو ضرور چمٹ جائے (۲)

مہینے آگے پیچھے کرنا

اسی طرح ماہِ صفر کے بارے میں زمانۂ جاہلیت میں ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ سال کے چار مہینوں کو نہایت متبرک سمجھتے تھے ان کو کہتے تھے "اَشْہُرُ الْحُرُم" یعنی یہ عزت والے مہینے ہیں۔ان مہینوں میں دشمن سے جنگ نہیں کرتے تھے۔اگر دشمن سامنے بھی آجاتا تو صبر کرتے۔حتیٰ کہ باپ کا قاتل بھی ہوتا اس کو بھی کچھ نہیں کہتے

(۱) صحیح مسلم، باب عدوی ولا طیرۃ ولا ہامۃ۔(۲) صحیح بخاری، باب الجذام۔

تھے۔ اشہر الحرم وہ کون سے مہینے تھے۔ ''ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم'' اور ''رجب المرجب''

یہ چار مہینے تھے ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔

لیکن جب اُن کا خیال ہوتا کہ اِس سال محرم کا مہینہ جس کو واجب الاحترام سمجھتے تھے اس میں بھی جنگ کرنی ہے۔ تو مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے اور کہتے اِس سال ماہِ صفر پہلے آئے گا اور محرم بعد میں آئے گا حالانکہ محرم ہمیشہ پہلے ہوتا ہے ''صفر'' بعد میں ہوتا ہے، لیکن وہ کہتے صفر پہلے آئے گا اس میں جنگ کر لیتے حالانکہ وہ محرم الحرام کا مہینہ ہوتا تھا، جس میں جنگ کرنا حرام تھا(۱)

تو اللہ جل شانہٗ نے قرآن پاک کی یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ (۲)

یہ جو مہینوں کو آگے پیچھے کرتے ہو، اِس سے بھی تمہارا کفر بڑھ جاتا ہے، پہلے بھی کافر ہو، اس غلط اقدام سے مزید تمہارا کفر بڑھ جاتا ہے۔ تو صفر کے بارے میں زمانہ جاہلیت میں اس طرح کے نظریات تھے۔

ماہِ صفر میں تقریبات نہ کرنا

ایک نظریہ جو آج کل ہمارے ہاں بھی پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے ہیں چنانچہ عام طور پر آپ دیکھیں گے کہ صفر کے مہینے میں آپ کو کوئی شادی ہوتی نظر نہیں آئے گی۔ صفر ختم ہوگا، پھر شادیاں شروع ہو جائیں گی، صفر میں اکثر لوگ شادیاں نہیں کرتے، کہتے ہیں جو آدمی ''صَفَر'' میں شادی کرے

(۱) صحیح بخاری، باب ایام الجاہلیۃ۔

(۲) پارہ ۱۰، سورۃ توبہ، آیت ۳۷۔

گا، ''صِفر'' ہو جائے گی، بالکل بیکار ہو جائے گی۔

اسی طرح اس مہینے میں نئی تعمیر شروع نہیں کرتے، اگر مکان بنوانا ہو، کہتے ہیں پہلے صفر گزر جائے پھر بنوائیں گے۔ کل ہی میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے مکان بنانا تھا سارا میٹیریل موجود تھا لیکن کسی عورت نے کہہ دیا کہ کام بالکل نہ شروع کرانا کیونکہ ماہِ صفر آرہا ہے پوچھا میں کام شروع کردوں یا نہیں میں نے کہا یہ بالکل غلط ہے جاؤ کام کراؤ کوئی منع نہیں ہے۔

بعض لوگ یکم صفر سے تیرہ صفر تک کے دنوں کو منحوس سمجھتے ہیں اور تیرہ تاریخ کو گھونگھنیاں پکا کر تقسیم کرتے ہیں تاکہ نحوست سے بچاؤ رہے، یہ جاہلانہ نظریہ ہے۔

اور اس مہینے میں شادیوں کے علاوہ کوئی دوسری تقریب بھی منعقد نہیں کرتے ختنہ نہیں کرتے، کوئی خوشی ہو، مسافر سفر سے بخیریت واپس آگئے ہیں، دل چاہتا ہے تقریب منعقد کرلیں لیکن کہتے ہیں ابھی نہیں، صفر گزر جائے پھر کریں گے۔ حالانکہ صفر یہ اسلامی سال کا دوسرا مہینہ ہے دوسرے مہینوں کی طرح یہ کوئی منحوس مہینہ نہیں۔

اس لئے علماء اس کے ساتھ لفظ بڑھاتے ہیں ''صفر الخیر'' یعنی ایسا صفر والا مہینہ جو بھلائی والا ہے۔ کبھی کہتے ہیں ''صفر المظفر''، یعنی کامیابی والا مہینہ۔ اس لئے یہ خیال نہ کرو کہ اس میں کوئی نحوست ہے۔

ایک من گھڑت حدیث

اور بعض لوگوں نے ایک من گھڑت حدیث بیان کی ہے جس میں ہے:

مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ صَفَرَ بَشَّرْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ ''جو مجھے خوشخبری دے گا کہ صفر کا مہینہ

ختم ہوگیا ہے میں اُس کو جنت کی خوشخبری دوں گا'' تو معلوم ہوا کہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ تبھی تو آپ نے فرمایا جو مجھے بتائے گا کہ صفر کا مہینہ ختم ہو گیا ہے، ربیع الاول کا چاند چڑھ گیا ہے، میں اُس کو جنت کی خوشخبری دوں گا۔ تو وہ اِس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ صفر کے مہینے میں نحوست ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ یہ وہی حضرات بتائیں گے جو حدیث کے ماہر ہیں۔ وہ محدثین ہیں جن کو حدیث کی پَرکھ ہے۔ ہر آدمی کو یہ مہارت نہیں۔ آج تو کتابت کا دور ہے، طباعت کا عروج ہے، جو چیز چاہو چھپوا لو۔ غلط ہو صحیح ہو، کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اِس دور میں کتابت بہت عام ہو چکی ہے، مطابع بہت عام ہیں غلط سلط چیزیں چھپ رہی ہیں۔

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے محدث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث من گھڑت ہے۔ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث نہیں (۱)

اگر حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب

لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس کا مطلب وہ نہیں جو انہوں نے سمجھا ہے۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بتادیا تھا کہ جب صفر ختم ہوگا اور ربیع الاول آئے گا۔ تو ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو آپ کا وصال ہوگا آپ کا انتقال ہو جائے گا اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی۔ تو آپ نے اس لئے فرمایا کہ جو مجھے بتائے گا کہ صفر کا مہینہ ختم ہو گیا ہے اور ربیع الاول آچکا ہے تو مجھے

(۱) کشف الخطاء ہنداوی۔

معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وقت قریب آ رہا ہے۔ اُس نے مجھے یہ خوشی کی بات بتائی میں اس کو جنت کی خوشخبری دوں گا۔ تو اگر یہ حدیث صحیح مان لی جائے تو اس کا پھر یہی مطلب ہے۔

اس لئے یہ خیال غلط ہے کہ اس میں نحوست ہے بلکہ یہ بھی برکت والا مہینہ ہے اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ مصائب اور پریشانیوں کا مہینہ ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ بچپن میں ہم نے بھی سنا تھا کہ یہ نحوست والا مہینہ ہے اس میں بیماریاں آتی ہیں۔ پریشانیاں آتی ہیں۔ جب یہ ختم ہو جاتا ہے تو پریشانیاں بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔

حالانکہ یہ بالکل بے حقیقت بات ہے۔

صفر کے آخری بدھ عید منانا

اور صفر کا جب آخری بدھ آتا ہے تو اُس دن کئی لوگ گھر میں جو مٹی کے برتن ہوتے ہیں وہ سب توڑ دیتے ہیں۔ اور کئی لوگ اس دن عید مناتے ہیں، ہمیں بھی یاد ہے بچپن میں دیکھا تھا بعض جگہ تو سکولوں میں چھٹی کرتے ہیں کہیں کہیں درسوں میں بھی چھٹی کر لیتے ہیں۔ جو سمجھدار نہیں ہوتے خوشی مناتے ہیں، عید مناتے ہیں، اچھے اچھے کھانے پکاتے ہیں دوسروں کو بھی بھیجتے ہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ یہ کیسی عید ہے؟ تو کہتے ہیں کہ جب صفر کا آخری بدھ آیا تھا تو حضور ﷺ پہلے بیمار تھے، آپ کو تندرستی نصیب ہو گئی تھی، آپ نے اس دن صحت کا غسل فرمایا تھا۔ آپ کی گھر والیوں نے بھی خوشی منائی، جب انہوں نے خوشی منائی تو ہم بھی مناتے ہیں۔ ایک شعر بھی بنایا ہوا ہے ؎

آخری چہار شنبہ آیا ہے
غسلِ صحت نبی نے پایا ہے

کہتے ہیں کہ جب صفر کا آخری بدھ آیا تو حضور ﷺ نے صحت پائی اور آپ نے غسلِ صحت بھی فرمایا حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے صفر کے آخر میں ۲۲ صفر کو تو حضور ﷺ کا مرض شروع ہوا تھا اور بارہ ربیع الاول کو وصال ہو گیا تھا۔ مشہور مقولہ ہے:

دروغ گو را حافظہ نہ باشد

''جو جھوٹا ہوتا ہے اس کا حافظہ بھی ختم ہو جاتا ہے''

انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ صفر کے آخر میں تو مرض شروع ہوئی تھی۔ اُلٹا یہ کہنا شروع کیا کہ صفر کے آخری بدھ آپ کی بیماری ختم ہو گئی تھی۔ حالانکہ شروع ہوئی تھی، ختم کہاں ہوئی تھی؟ کتنی غلط بات کہی۔ حالانکہ یہ روایت غلط ہے۔ صفر کے آخر میں تو آپ کا مرض شروع ہوا(۱) پہلے بخار ہوا، سر میں درد ہوا، پھر تکلیف بڑھتی گئی۔ بارہ ربیع الاول کو انتقال ہو گیا(۲)

اس لئے یہ خیال غلط ہے کہ صفر کے آخری بدھ آپ کو تندرستی نصیب ہوئی۔

کوئی عالم بھوکا نہیں ہے

حکیم الامت مجدد الملۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ نقل

(۱) فتح الباری لابن حجر، باب مرض النبی ﷺ۔ (۲) مغازی الواقدی، غزوۃ اسامۃ بن زید۔ السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء لابن حبان، ذکر وفاۃ رسول اللہ ﷺ۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی الوقت والیوم والشہر۔ سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الرابع فی دفنہ ﷺ

فرمایا ہے کہ ایک عالم جو علم دین پڑھایا کرتے تھے اور اُن کے پاس جو طالب علم پڑھتے تھے، اُن میں سے ایک طالب علم کسی رئیس کا بیٹا تھا۔ پہلے زمانے میں یہ علم جو قرآن وحدیث کا علم ہے امیر لوگ پڑھا کرتے تھے۔ اَب امیر لوگوں نے سکول اور کالج کا رخ کرلیا ہے اور یہ مدارس میں علم دین پڑھنے والے غریب لوگوں کے بچے آتے ہیں۔ کوئی کوئی امیر آ جائے تو آ جائے۔ لیکن اب ماشاءاللہ کچھ رَوِش چل پڑی ہے کہ بہت سے امیروں کے بچے بھی آ رہے ہیں کیونکہ انہوں نے سکولوں کا حشر تو دیکھ لیا ہے، ملتا تو کچھ ہے نہیں۔ ایک معمولی سی ملازمت ہو تو کہتے ہیں کہ لاکھ دو لاکھ روپیہ دو پھر ملازمت ملے گی اب وہاں کچھ نظر آتا نہیں۔ چلو کہا، عالم تو بن جائے گا۔ حالانکہ الحمدللہ کوئی عالم بھوکا نہیں ہے۔ کوئی عالم آپ نے ایسا سنا ہے جس نے خودکشی کی ہو؟ بی اے، ایم اے پاس بہت سے ایسے ہوں گے جنہوں نے خودکشی کر لی۔ الحمدللہ کوئی عالم، حافظ، قاری ایسا نہیں ہے جس نے خودکشی کی ہو۔

دین کی سب سے چھوٹی ڈگری اذان

بلکہ حضرت حکیم الامت مولٰنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دین کی ڈگریوں میں سب سے چھوٹی ڈگری اذان ہے، تھوڑی دیر میں انسان یاد بھی کرلیتا ہے، کوئی مشکل بھی نہیں ہے۔ لیکن الحمدللہ کسی کو اذان آتی ہو، وہ وقت پر پڑھتا رہے، مانگے کسی سے نہیں، ہاتھ نہ پھیلائے انشاءاللہ روٹی کی کمی نہیں ہوگی، اللہ کا فضل ہے کوئی عالم بھوکا نہیں ہے۔ بس مزاج میں چونکہ حرص ہوتا ہے کہ ایسی کوٹھی ہونی چاہئے، ایسی کار ہونی چاہئے، اتنا پیسہ بینک میں ہونا چاہئے وہ اُن کے

پاس نہیں ہوتا تو کہتے ہیں مولویوں کے پاس کیا ہے۔نہیں ایسا نہیں ہے۔

علم سے استغناء پیدا ہوتا ہے

میں عرض کر رہا تھا پہلے امیر لوگ یہ علم پڑھا کرتے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو امیر آدمی ہو عالم ہو وہ اچھے طریقے سے کام کرتا ہے، جس نے کبھی کسی سے طمع نہ کیا ہو وہ کسی سے ڈرتا نہیں ہے وہ صحیح بات کہتا ہے اور جو بیچارہ ساری زندگی ہاتھ ہی پھیلاتا رہا ہو اُس کی جرأت ہی کیا ہے کہ کوئی بات کہے۔ اگر امیر لوگوں کے بچے پڑھیں جن میں طمع اور لالچ نہ ہو وہ ان شاء اللہ دین کی صحیح ترجمانی کریں گے۔

اب بھی اللہ کا شکر ہے جو غریبوں کے بچے آتے ہیں بہت سوں کی اصلاح ہو جاتی ہے وہ مانگنا چھوڑ دیتے ہیں۔ان میں غیرت آجاتی ہے۔علم کا خاصہ ہے کہ علم سے استغناء پیدا ہو جاتا ہے۔

ایک واقعہ

خیر میں عرض کر رہا تھا کہ حکیم الامت رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وہ عالم پڑھایا کرتے تھے تو ان کا ایک شاگرد جو امیر زادہ تھا اس کے باپ نے اُس کو سکھایا کہ بیٹے! آج صفر کا آخری بدھ ہے عید کا دن ہے استاد صاحب کو کہنا آج چھٹی کر لیں اور چھوٹے بچے بڑوں سے عیدی بھی مانگتے ہیں، استاد صاحب کو کہنا۔عیدی بھی دیجئے طالب علم آیا، کہنے لگا استاد جی! عید کا دن ہے، چھٹی کر دیں اور مجھے عیدی بھی دیجئے، استاد نے کہا نہیں بیٹا! یہاں تو کوئی عید نہیں ہے۔اس نے کہا کہ میرے ابا جان نے بتایا ہے کہ عید ہے وہ استاد ماشاء اللہ بڑے عالم تھے، ذی استعداد تھے،

عربی فارسی جانتے تھے انہوں نے فارسی زبان میں ایک رباعی بنا کر کاغذ پر لکھی۔ اور اُس طالب علم کو دی اور فرمایا یہ لو، اور جا کر اپنے والد صاحب کو دے دینا وہ رباعی یہ تھی۔۔۔

آخری چہار شنبہ صفر مثل چہار شنبہ ہائے دگر
نہ حدیثش در آں شد وارد نہ درو عید کرد پیغمبر

اس کا مطلب یہ ہے کہ "صفر کا آخری بدھ بھی ویسے ہی ہے جیسے دوسرے بدھ ہیں۔ اور فرمایا نہ تو اس بدھ کی فضیلت کے بارے میں کوئی حدیث شریف آئی ہے اور نہ ہی حضور ﷺ نے اِس بدھ کو کوئی عید منائی ہے"

وہ طالبعلم گیا اپنے والد کو وہ پرچہ دیا۔ والد ماشاءاللہ قدردان تھا اس نے جب دیکھا کہ عالم صاحب بڑے لائق ہیں انہوں نے مسئلہ بھی بیان کر دیا ہے اور وہ بھی اشعار میں بیان کیا تو پھر اس نے ان کی فہم دانی کی وجہ سے کپڑوں کا ایک جوڑا ان کے پاس ہدیہ بھیجا۔

میں عرض کر رہا تھا یہ بھی ہمارے ہاں ایک رسم ہے کہ ماہِ صفر کو منحوس سمجھا جاتا ہے، ایسے خیالات سے بچیں۔ جب کوئی تقریب کرنی ہو، شادی کرنی ہو، کوئی تعمیر کرنی ہو اِس مہینے میں بلا جھجک آپ کر سکتے ہیں انشاءاللہ کوئی ضرر نہیں ہوگا۔ کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

کوئی بیماری متعدی نہیں ہے

ایک چیز لوگوں میں مشہور ہے کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں یعنی اگر

ایک کو ہو جائے تو دوسرے کو چمٹ جاتی ہے پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو۔ شریعت مطہرہ نے اس نظریے کو غلط قرار دیا ہے۔

مشکوۃ شریف میں حدیث ہے:

لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ(۱)

ترجمہ.....

”کوئی مرض متعدی نہیں ہے اور شگون لینا بھی درست نہیں ہے
اور منحوس پرندہ بھی کچھ نہیں ہے اور نہ صفر میں کچھ نحوست ہے
اور جذامی آدمی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو“

فرمایا کوئی بیماری متعدی نہیں کہ ایک کی بیماری دوسرے تیسرے کو لگ جائے ایسا نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کسی صحراء میں اونٹوں کا گلہ ہوتا ہے وہ چلنے دوڑنے میں ہرن کی طرح تیز ہوتے ہیں اچانک ایک خارشی اونٹ ان میں شامل ہو جاتا ہے اس کے اثر سے سب کے سب خارشی ہو جاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

دوسروں کو تو بیماری پہلے نے چمٹائی ہے:

فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ؟(۲)

(۱) صحیح بخاری، باب الجذام۔ (۲) جامع ترمذی، باب ماجاء لاعدویٰ ولا ھامۃ ولا صفر۔

تو پہلے کو کس نے چمٹائی ہے؟ مطلب یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں بیماری چمٹتی ہے ورنہ نہیں۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

اوپر والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری متعدی نہیں لیکن اس حدیث کے آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری متعدی ہوتی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ بھاگنے کا حکم اس لئے دیا تا کہ اس کی بیماری نہ چمٹ جائے حدیث کے دونوں جملے بظاہر ٹکرار ہے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے دو جواب دئے ہیں ایک یہ کہ بیماری کی ذاتی خاصیت چمٹنے کی نہیں ہے جب حق تعالیٰ چاہتے ہیں چمٹ جاتی ہے اس لئے حکم فرمایا کہ جذام کی بیماری والے سے دور رہو کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی بیماری تمہیں چمٹ جائے کیونکہ چمٹنا نہ چمٹنا دونوں طرح ہو سکتا ہے بس احتیاط کرو عقیدہ درست رکھو پھر تدبیر کرو منع نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بیماری ہرگز ہرگز کبھی نہیں چمٹتی لیکن جذامی سے دور رہنے کا حکم اس لئے دیا تا کہ اگر خدانخواستہ وہ بیماری اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوگئی اگرچہ وہ دوسرے کے اثر سے نہ چمٹے گی تو جو کمزور ایمان والا ہوگا وہ شریعت سے بداعتقاد ہو جائے گا کہ شریعت مطہرہ تو کہتی ہے کہ بیماری نہیں چمٹتی اور مجھے چمٹ گئی ہے اس لئے جذامی سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے (۱)

....

(۱) فتح الباری لابن حجر، قولہ باب الجذام۔

آپ نے جذامی کے ساتھ کھانا کھایا

جذام کی بیماری جس میں سارے بدن پر پھوڑے نکل آتے ہیں بقول ڈاکٹروں کے یہ مرض متعدی ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایک دن ایک جذام کی بیماری والا شخص حضور ﷺ کے پاس آیا آپ نے عملی طور پر جاہلی رسم کی تردید فرمائی کھانا منگوایا اور اس کو اپنے ساتھ بٹھایا اور فرمایا کہ اللہ کے بھروسہ کر کے کھاؤ ان شاء اللہ مجھے بیماری نہیں چمٹے گی (۱)

مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی نے بھی اس سنت پر عمل کیا ان کے پاس بھی ایک جذامی شخص آیا آپ نے کھانا منگا کر اسے ساتھ بٹھا کر کھلایا اس سنت کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ وہ آدمی بھی تندرست ہو گیا۔

طاعون کا مرض بھی متعدی نہیں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ طاعون کا مرض جو بڑا خوفناک مرض ہے ایک دفعہ ضلع مظفر نگر میں پھیل گیا گھروں کے گھر صفایا ہو گیا ایک ہندو کے بیٹے کو طاعون کی بیماری لگی اور وہ مر گیا باپ بہت غمزدہ ہوا وہ چاہتا تھا کہ میں بھی مر جاؤں پھر بے چارہ بیٹے کے کپڑے پہنتا اس کے استعمال شدہ جھوٹے برتنوں سے کھانا کھاتا تا کہ مر جائے لیکن موت نہ آئی متعدی مرض ہوتا تو مر جاتا (۲)

....

(۱) فتح الباری لابن حجر، قولہ باب الجذام۔ مسند البزار، مسند ابی حمزۃ انس بن مالک۔

(۲) شوق وطن، خطبات حکیم الامت۔

ہیضہ کی وباء اور یقین کامل

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ ہندوستان میں ہیضہ کی وباء پھوٹی لوگ مرنے لگے اُس وقت امرود پکے ہوئے تھے حکومت نے اعلان کر دیا کہ کوئی شخص امرود بازار میں نہ لے آئے اور اسی طرح کوئی شخص مردے کو غسل نہ دے۔ باغات کے باغات بے کار کر دئے اب کوئی امرود کو ہاتھ نہیں لگاتا تھا اور لوگوں نے ڈر کی وجہ سے جنازے پڑھنا چھوڑ دئے تھے میرے والد مولانا محمد یحیٰ صاحب اور ان کے ایک دوست نے پروگرام بنایا کہ جہاں کوئی آدمی مرے گا ہم جا کر غسل دیں گے اس کے بعد جہاں بھی کوئی آدمی مرتا جا کر غسل، کفن، دفن سب کچھ کرتے اور امرودوں کے باغ میں جا کر امرود بھی خوب کھاتے لیکن انہیں کوئی بیماری نہیں چمٹی۔

بدشگونی لینا

ایک رسم بدشگونی لینا ہے۔فرمایا:

لَا طِیَرَۃَ(۱)

بدشگونی نہ لیا کرو۔ بدشگونی کا مطلب یہ ہے کسی چیز میں کوئی خاص تاثیر سمجھنا کہ میں فلاں کام کروں گا تو یہ نقصان ہوجائے گا اس کو بدشگونی کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ شگون بہت لیتے تھے، اگر کسی کام کو جانے لگتے تو کسی

(۱) ابوداؤد، باب فی الطیرۃ والخط عن انس۔

درخت پر پتھر پھینکتے، درخت تو ہر جگہ ہوتے ہیں، اور درخت پر پرندے بھی عموماً بیٹھے ہوتے ہیں ایک ڈھیلا اٹھاتے اور درخت پر مارتے پھر دیکھتے کہ پرندہ اڑ کر دائیں طرف جاتا ہے یا بائیں طرف۔ اگر دائیں طرف جاتا تو کہتے اب کام ہو جائے گا اور اگر بائیں طرف جاتا تو کہتے اب کام نہیں ہوگا (۱)

اور کبھی یہی معاملہ ہرن وغیرہ سے کرتے یعنی ہرن کو بھگاتے اگر دائیں طرف جاتا تو کہتے کام ہو جائے گا بائیں طرف جاتا تو کہتے کام نہ ہوگا۔ کبھی کسی نام سے بدشگونی لیتے گھٹیا نام ہوتا تو کہتے کہ کام نہ ہوگا مثلاً اسود ظالم وغیرہ سے شگون لیتے۔ کبھی آوازوں سے بھی شگون لیتے جیسے کتے کی آواز خصوصاً جب وہ منہ اوپر اٹھا کر بھونکتا تو سمجھتے کہ بہت شر پیش آنے والا ہے جیسے جاہلیت میں لوگ کہتے تھے شَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ یعنی کتے کو شر نے ہی بھونکایا ہے یہ بے اصل بات ہے اسلام میں ایسی کوئی تعلیم نہیں۔

دورِ حاضر میں بدشگونی کی مثالیں

آج کل ہمارے ہاں بھی کئی لوگ معاشرے میں اپنی جہالت کی وجہ سے مختلف چیزوں سے شگون لیتے ہیں۔

مثال کے طور پر کسی کے ہاں سورۃ الناس پڑھی جائے تو کہتے ہیں بھائی سورۃ الناس نہ پڑھو ہمارے گھر ناس ہو جائے گا۔ نعوذ باللہ ستیاناس ہو جائے گا یہ کیسی غلط بات ہے۔

....

(۱) عمدۃ القاری، باب الطیرۃ۔

اسی طرح کہتے ہی ہتھیلی پر اگر خارش ہو تو سمجھو پیسہ آرہا ہے۔اور پاؤں کے تلوے پر خارش ہو تو سمجھو سفر پیش آنیوالا ہے۔اور اگر جوتا اتارا ایک جوتا دوسرے جوتے پر چڑھ گیا تو کہتے ہیں کہ سفر آرہا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ مکان کی منڈیر پر کوا بیٹھا ہوا چلا رہا ہو تو سمجھ لو کوئی مہمان آرہا ہے۔اور اسی طرح کھانا کھاتے ہوئے کوئی لقمہ منہ سے گر گیا تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ کوئی مہمان آرہا ہے۔اس طرح کی شگون کی باتیں عوام میں اب بھی ہیں۔

اور کئی لوگ کہتے کہ بائیں آنکھ پھڑکنے لگے تو اچھا ہوگا، کوئی نعمت ملے گی اور دائیں آنکھ پھڑکنے لگے تو سمجھو کوئی مصیبت آئے گی۔اسی طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھنے کو نحوست سمجھتے ہیں، کام کو جارہا ہو اور پیچھے سے کوئی بلائے تو کہتے ہیں کہ کام نہ ہوگا۔

کئی لوگ یوں شگون لیتے ہیں کہ اگر کسی کام کو جارہے ہوں اور سامنے کتا آجائے، کہتے ہیں اب کام نہیں ہوگا۔بلی آجائے، کہتے ہیں کام نہیں ہوگا کوئی حجام سامنے آجائے، کہتے ہیں اب کام نہیں ہوگا۔یہ سارے خیالات غلط ہیں، جاہلانہ رسمیں ہیں۔

افسوس ہے شریعتِ مطہرہ نے جس چیز سے منع کیا تھا آج مسلمان اس شگون کو لے رہے ہیں، کسی چیز کے بارے میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ اِس میں یہ نحوست ہے اُس میں فلاں نحوست ہے۔تو بدشگونی اور بدفالی لینا درست نہیں ہاں البتہ نیک فال لینا جائز ہے جیسے مثلاً ظفر نامی کوئی شخص آگیا یا سہیل نامی کوئی آدمی آگیا تو کہا کہ اب کامیابی ہوجائے گی کام آسان ہوجائے گا یہ ٹھیک ہے۔

''ھامہ'' پرندے کا نظریہ غلط ہے

عرب والے ''ہامہ'' اس پرندے کو کہتے ہیں جس کی نظر دن کے وقت کمزور ہوتی ہے رات کے وقت وہ اٹھتا ہے اور آواز بھی نکالتا ہے اس کو عرب والے ''بوم'' اور اردو میں ''الو'' کہتے ہیں اس کو وہ منحوس سمجھتے تھے۔ اور بعض عرب والوں کا یہ نظریہ تھا کہ جب میت کی ہڈیاں گل سڑ جاتی ہیں تو وہ ہامہ (الو) بن کر قبر سے باہر نکل کر اپنے گھر والوں کی خیر وخبر لینے آتا ہے۔ اور بعض عرب کا یہ نظریہ تھا کہ جب کوئی آدمی قتل ہو جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے تو وہ ہامہ (الو) بن جاتا ہے اور بار بار یہ کہتا رہتا ہے:

اسْقُوْنِيْ، اسْقُوْنِيْ، (۱)

میں پیاسا ہوں مجھے سیراب کیجئے اگر اس کا قصاص لے لیا جائے تو اس کی پیاس بجھ جاتی ہے پھر وہ خاموش ہو جاتا ہے ورنہ یہی کچھ کہتا رہتا ہے اس قسم کا نظریہ بھی غلط ہے و لا ھامۃ میں اسی کی نفی ہے۔

بارش وغیرہ کو نوء کی طرف منسوب کرنا

حدیث پاک میں عرب کے ایک اور نظریے کا بھی رد کیا گیا ہے۔ فرمایا:

لَا نَوْءَ (۲)

''نوء'' چاند کی منزلوں کو کہتے ہیں چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں ہر منزل

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح، باب الفال والطیرۃ۔ (۲) ایضاً۔

میں چاند جن ستاروں کے اندر رہتا ہے ان کو نوء کہا جاتا ہے ہر تیرہ راتوں میں ایک نوء غروب ہوتا ہے اور اس کے مقابل کا طلوع ہوتا ہے سال میں اٹھائیس منزلیں پوری ہو جاتی ہیں عرب والے بارش کو اور دوسری بھلائیوں کو غروب ہونے والے ستاروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں نوء کی وجہ سے بارش ہوئی شریعت نے اس کو بے اصل اور غلط قرار دیا ہے کیونکہ بارش اور دیگر بھلائیاں حق تعالیٰ دیتے ہیں یہ چیز ستاروں کی طاقت سے باہر ہے۔

غول کا نظریہ بھی غلط ہے

عرب کے جاہل لوگ یہ نظریہ رکھتے تھے کہ جب آدمی سفر پر جاتا ہے اور صحراء اور جنگل میں پہنچتا ہے تو اس کو جنات مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں اور راستے سے بھٹکا دیتے ہیں یا ہلاک کر دیتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس نظریہ کو بھی باطل قرار دیا یعنی جنات کے وجود سے انکار نہیں فرمایا کیونکہ وہ یقیناً موجود ہیں لیکن ان کا مختلف شکلوں میں آنا انسانوں کو بھٹکانا یا ہلاک کرنا باطل ہے۔

دورِ حاضر کی بعض رسومات

نجومیوں سے غیب کی خبریں معلوم کرنا

اسی طرح ایک اور جاہلی طریقہ ہمارے ہاں بہت ہے اور وہ بہ نسبت مردوں کے عورتوں میں زیادہ ہے کہ نجومیوں کے پاس جا کر غیب کی خبریں معلوم کرتی ہیں اولاد یا رشتے کے سلسلے میں، بیٹے یا بیٹی کی شادی کرنی ہو تو پوچھتی ہیں کہ

کب کریں۔ آگے وہ بھی ایسے ہی جواب دے دیتے ہیں کہ اب کرو، اب نہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے پاس بھی کئی لوگ آ کر پوچھتے ہیں کہ کتاب دیکھ کر بتاؤ! کتاب ہم بھی دیکھتے ہیں لیکن کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ۔ باقی اوٹ پٹانگ بتانے کے لئے ہمارے پاس ایسی کوئی کتاب نہیں جو ان کے پاس ہے۔

اسی طرح بعض لوگ نجومیوں اور بناوٹی پیروں کے پاس جا کر فال نکلواتے ہیں اور وہ سب کچھ بتا دیتے ہیں لیکن سو فیصد جھوٹ ہوتا ہے کوئی ایک آدھ بات اتفاق سے صحیح ہو گئی تو ہو گئی ورنہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جیسے آج کل کئی شہروں میں ہاتھ چھپا ہوا ہوتا ہے اور نیچے لکھا ہوتا ہے جو بھی خواہش ہو چند لمحات میں پوری ہوگی۔ کوئی ان سے پوچھے کہ کیا دنیا میں کوئی ایسی طاقت ہے ماسوا اللہ کے جو سب خواہشات پوری کر دے؟ پیغمبروں کی تو سب خواہشات پوری نہیں ہوئیں آج کا ایک جنبی شخص کہتا ہے کہ ساری خواہشات پوری کر دوں گا۔

اسی طرح بہت سے لوگ جب ان پر کوئی پریشانی یا مصیبت آجائے کاروبار فیل ہو جائے تو نجومیوں کے ہاں بناوٹی پیروں کے ہاں جا کر حساب کراتے ہیں اور وہ جو کچھ الٹا سیدھا بتلاتے ہیں ان پر یقین کر لیتے ہیں کبھی وہ جادو بتلاتے ہیں کبھی جنات کا اثر بتلاتے ہیں یہ حساب کرانا شرعاً باطل ہے اور کسی شخص کے بارے میں یہ نظریہ رکھنا کہ وہ غیب کی باتیں جانتا ہے اور اس کی باتوں کا یقین کرنا کفر ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ

”جو شخص ایسے لوگوں کے پاس جا کر غیب کی بات

معلوم کرے چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی"(۱)

عرب میں بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے تھے اور دورِ حاضر میں بھی بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم راز کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں اور مستقبل میں ہونے والے واقعات ہمیں معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

علمِ غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے

ہمارا عقیدہ ہے کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے انبیاء علیہم السلام کو بھی جو اللہ تعالیٰ بتلاتے ہیں وہی انہیں معلوم ہوتا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کو عالم الغیب کہنا بھی شرک ہے جب انبیاء علیہم السلام کو علم نہیں تو پھر کاہنوں کو کیسے یہ حاصل ہو گیا اگر یہ اتنے باکمال ہوتے تو گھر کیوں نہ بیٹھ جاتے سارا سارا دن روڈ پر ذلیل ہوتے ہیں ایسے لوگوں سے تعویذ وغیرہ لینا بھی ناجائز ہے تعویذ بھی نیک آدمی سے لینا چاہئے۔ اور آج کے دور میں ایک طبقہ اس کام میں ملوث ہو چکا ہے ان کا کام ہی یہ ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہتے ہیں کہ فلاں نے کاروبار پر بندش لگا دی ہے یا رشتہ میں بندش ہے یہ غلط ہے۔ جادو بھی ہوتا ہے میں اس کا منکر نہیں ہوں لیکن ہر جگہ بھی نہیں ہوتا ایک بزرگ اس کام میں بڑے ماہر تھے اب ان کا انتقال ہو چکا ہے وہ کہتے تھے کہ اکثر لوگوں کو بیماری ہوتی ہے لیکن کاہن ان کو جادو کا نام دے دیتے ہیں۔

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب الکہانۃ۔

چور معلوم کرنے کا عمل درست نہیں

اسی طرح چور پکڑنے کے لئے حاضرات والا عمل کرتے ہیں یہ سارے نفسیاتی کھیل ہیں چھوٹے بچے کو بٹھاتے ہیں بڑے کو نہیں بٹھاتے کیونکہ اس پر اثر نہیں ہوتا بچے کے ناخن پر سیاہی لگا دیتے ہیں پھر ایک عمل پڑھتے ہیں بچہ کچھ دیکھتا ہے بتلاتا چلا جاتا ہے اس کو کوئی چور نظر آجاتا ہے شرعاً اس عمل کا کچھ اعتبار نہیں اور نہ اس عمل کی بنیاد پر کسی کو چور یقین کر لینا درست ہے بس حاضرات والے عمل پر اعتماد کرنا غلط ہے اگر ایسا ہوتا تو تھانے والے ایسا ہی کرتے کہ کسی کاہن کو رکھ دیتے۔ کئی لوگ کتوں کے ذریعے بھی چیزیں معلوم کرتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔

علم جفر کی حقیقت

ایک علم ہے جس کا نام علمِ جفر ہے حدیث میں ہے صحابہ کرام نے آپ سے عرض کیا کہ بعض لوگ ہاتھ کی لکیروں سے باتیں معلوم کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ

> ''اللہ کے ایک پیغمبر حضرت ادریس علیہ السلام کو یہ علم حاصل تھا اگر آج بھی وہ لکیریں حضرت ادریس علیہ السلام کی لکیروں سے ملتی ہوں تو درست ہیں''(۱)

لیکن آج کل کوئی بھی لکیر یقینی طور پر ان سے نہیں ملتی محض اندازہ ہے۔

---

(۱) مشکوۃ المصابیح مع مرقاۃ المفاتیح، باب ما جاء مالا یجوز من العمل فی الصلوۃ وما یباح منہ۔

ہمارے معاشرے میں کئی آدمی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا جنات سے تعلق ہے وہ ہمیں باتیں بتاتے ہیں یہ نجومی، عامل یا تعویذ گنڈے والے پیر کہلاتے ہیں، پھر کوئی جا کر ہاتھ دکھاتا ہے کہ دیکھ کر بتاؤ! میرے بیٹے کتنے ہیں؟ اور میری بیویاں کتنی ہیں؟ وہ دیکھ کر بتاتا ہے کہ اتنی تمہاری بیویاں ہیں۔ اتنے تمہارے بیٹے ہیں۔ اور کئی جا کر پوچھتے ہیں کہ میرا نکاح کہاں ہوگا؟ کامیاب ہوگا، یا ناکام ہوگا؟ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر ان کی باتوں کی تصدیق کر لی تو خطرہ ہے کہیں ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے ایسے لوگوں کے پاس کبھی نہ جائیں اللہ پر بھروسہ کریں۔

آج کل یہ بھی بری عادت ہے کہ تھوڑی سی بات کسی کے خلاف ہوئی فوراً تعویذ کرانا شروع کر دیے جادو کرادیا جادو کا اثر ہوتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جہاں بھی جادوگر ملے اسلامی حاکم کو چاہیے کہ اس کو قتل کر دے" (۱)

جادو کرنا اتنا بڑا گناہ ہے۔

بکرے کا صدقہ

ہمارے ہاں جب کوئی آدمی بیمار ہو جاتا ہے تو لوگ جانور کا صدقہ کرتے ہیں خصوصاً بکرا ذبح کرتے ہیں کبھی کالا بکرا ذبح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُس کی جان ہمارے بیمار کو مل گئی ہے یہ بھی جاہلانہ خیال ہے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب قتل اہل الردۃ والسعاۃ بالفساد۔

بیماری دور ہوتی ہے ورنہ ضروری نہیں۔ بلکہ اس زمانے میں نقد صدقہ سب سے بہتر ہے گوشت تو سب کے لئے موافق نہیں ہوتا۔

ایک رسم یہ بھی ہے کہ لوگ جب نئی گاڑی لیتے ہیں تو اس کے آگے جانور کو ذبح کرتے ہیں اس کے خون پر گاڑی کو چلاتے ہیں کہ اب گاڑی محفوظ ہوگئی ہے یہ بھی جاہلانہ خیال ہے۔

تلاوتِ قرآن سے جادو بے اثر

جادو اور شیطانی اثرات سے بچنے کا بہترین عمل قرآن پاک کی تلاوت ہے اور آخری سورتیں ہیں، ایک سٹوڈنٹ پاکستان کا رہنے والا امریکہ پڑھنے گیا ہوا تھا اس کو قرآن پاک سننے کا بڑا شوق تھا جب پڑھ کر فارغ ہوتا تو اپنے کمرے میں آکر مدہم آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت سنتا یورپین ممالک میں دوسرے کا آرام خراب کرنے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن ہمارے ہاں اس کا لحاظ نہیں ہے اس کے کمرے سے کچھ دور ایک عورت جادو وغیرہ کرتی تھی اس نے محسوس کیا کہ اس کا سارا عمل بے کار جا رہا ہے وہ کھود کرید میں رہی بالآخر ایک دن جب یہ تلاوت سن رہا تھا اسی عورت نے آکر آواز دی کہ دروازہ کھولو جب دروازہ کھولا تو اس نے کہا کہ یہ میوزک بند کرو میں عبادت نہیں کر سکتی اس نے یہی سمجھا کہ کوئی میوزک ہے چنانچہ وہ یہ کہہ کر چلی گئی۔

پھر کچھ دنوں بعد اس مسلمان کے کوئی دوست آئے اس نے ان کو تلاوت سنائی پھر دستک ہوئی وہی عورت شدید غصے میں تھی اور کہا کہ میوزک بند کرو یہ میری عبادت میں خلل ڈالتا ہے انہوں نے سوچا کہ جا کر دیکھیں تو صحیح کہ یہ کونسی عبادت

کرتی ہے چنانچہ اس کی عبادت جا کر دیکھی کیا دیکھا کہ ایک انسانی ڈھانچہ سامنے کھڑا تھا اس پر یہ کوئی شیطانی عمل جادو وغیرہ کا کرتی تھی لیکن قرآن کی برکت سے جادو کا اثر زائل ہو جاتا اس عورت نے بالآخر دھمکی بھی دی کہ میں اس کی ماں اور باپ کا نام معلوم کر چکی ہوں اس کی خبر لوں گی لیکن لڑکا گھبرایا نہیں وہ تلاوت اسی طرح سنتا رہا اس کی وجہ سے عورت کا جادو نہیں چل سکا اور وہ عورت پہلے بھی چھ سات گھر دور تھی اُس تک تو آواز ہی نہیں جاتی تھی لیکن بعد میں وہ محلّہ ہی چھوڑ کر چلی گئی۔

بیٹیوں کو میراث سے محروم کرنا

ایک اور انتہائی غلط رسم جو ہمارے ہاں اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے الا ماشاء اللہ۔ وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنی زندگی میں اپنی بیٹیوں کو جائیداد سے محروم کر دیتے ہیں۔ جتنی جائیداد خریدتے ہیں بیٹوں کے نام کر دیتے ہیں بیٹیوں کو کچھ نہیں دیتے حالانکہ وارث کو وراثت سے محروم کرنا بڑا گناہ ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے:

مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(۱)

جو اپنے وارث کی میراث کو ختم کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی میراث سے محروم کر دیں گے۔

کیسا ظلم ہے بیٹیوں کو محروم کرنا۔ حالانکہ ان بیچاریوں کا کیا قصور ہے؟ بیٹیاں تو مسکین اولاد ہیں، خدمت گزار ہوتی ہیں، ماں باپ کی تعظیم کرتی ہیں،

(۱) مشکوۃ المصابیح، باب الوصایا۔

خدمت کا حق ادا کرتی ہیں، دل خوش ہوتا ہے۔ اور بیٹے تو کبھی گستاخی بھی کرتے ہیں، مارنے پیٹنے پر بھی آجاتے ہیں۔ گالیاں تک بکتے ہیں۔

ہمارے علاقے میں ایک ڈاکٹر باہر سے ڈگریاں حاصل کر کے آیا ہے۔ اور ملتان میں پریکٹس کرتا ہے، بڑا کامیاب ڈاکٹر ہے، ایک دفعہ اُس کا اپنے باپ سے جھگڑا ہو گیا جس باپ نے اس بیٹے کو اتنا پڑھایا، اتنے پیسے دیے، اُس کی شادی وغیرہ کی، سارا انتظام کیا تو وہ باپ کو کیا کہتا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں کمرے میں بند کر کے باہر تالا لگا دوں اور چابی لے کر ملتان چلا جاؤں۔

ایسے ایسے بیٹے جو والدین کو اس قدر ستاتے ہیں۔ ان کو تو جائیداد دیتے ہیں بیٹیوں کو محروم کرتے ہیں۔ یہ بڑا گناہ ہے۔

بہنوں کو والدین کی جائیداد سے محروم کرنا

اور کئی والدین خود تو محروم کر کے نہیں جاتے وہ کہہ کر جاتے ہیں کہ ہمارے بعد تقسیم کر لینا مگر جب بیٹے صاحب بڑے ہو جاتے ہیں اُن کے قبضے میں جائیداد آجاتی ہے وہ بہنوں کو کچھ دکھاتے تک نہیں۔ بلکہ اگر کوئی ان سے کہے بہنوں کا حق کیوں نہیں دیتے؟ تو کہتے ہیں وہ نہیں لیتیں۔ میں کہتا ہوں کون نہیں لیتیں۔ آج تو وہ دَور ہے کہ دس روپے چھوڑنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے، لاکھوں روپے کی جائیداد کون چھوڑتا ہے۔ یہ غلط بات ہے کہ وہ نہیں لیتیں ان کو تم دے دو، پھر دیکھو کیسے نہیں لیتیں۔ اصل میں اُن بیچاریوں کو پتہ ہوتا ہے کہ ملنا تو کچھ ہے نہیں، پھر بھائی سے کیا جھگڑا کریں اُن کو یہ یقین ہے کبھی بھی نہیں ملے گا تو وہ

کہتی ہیں چلو بھائی کے گھر آنا جانا ہے، بول چال بھی ہے، سلام دعا بھی ہے۔ چلو تعلق تو برقرار ہے اگر جائیداد لے لی تو تعلق ٹوٹ جائے گا۔ انہوں نے دینا تو کچھ ہے نہیں پھر کیوں جھگڑا کریں۔ آپ یقین کریں اگر اُن کو دے دی جائے تو ایک پیسہ بھی واپس نہیں کریں گی۔

اس طرح کا وعظ ایک دفعہ میں نے کبیر والا میں کیا تھا ایک خاتون نے مجھ سے مشورہ لیا کہ ہم جائیداد بھائیوں کو دینا چاہتی ہیں، میں نے کہا کہ ایسے نہیں ایک اسٹام پر یہ لکھو کہ جتنا تمہاری جائیداد کا حصہ بنتا ہے وہ بھائیوں کو دینے کے لئے تیار ہیں، پھر اس پر دستخط کر دو پھر کیا ہوا سب نے اس بات پر دستخط کر دیئے کہ ہم لینا چاہتی ہیں پہلے نہیں بولیں، اب چونکہ یقین ہونے لگا کہ ملے گا، سب نے کہا ہم لیں گی۔

اس لئے بھائی یہ بڑا گناہ ہے، روزی تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے سب وارثوں کو دے کر جاؤ۔ سب وارثوں کو روزی دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ بیٹیوں کو محروم نہ کرو۔

ایک بیوی کی اولاد کو وراثت سے محروم کرنا

کئی لوگ ایسا کرتے ہیں کہ ان کی دو بیویاں ہیں ایک بیوی اور اس کی اولاد سے پیار نہیں ہے۔ اب وہ دیکھتے ہیں کہ میں مرنے والا ہوں اور جائیداد تو برابر تقسیم ہوگی اب وہ کیا کرتا ہے جو پیارا بیٹا ہے اس کو بلاتا ہے کہتا ہے بیٹے آؤ! یہ موٹر سائیکل میں نے تمہیں دی ہے، یہ فریج میں نے تمہیں دے دی ہے، فلاں جگہ جو پلاٹ رکھا ہوا ہے وہ میں نے تمہیں دے دیا ہے حالانکہ دوسرے بھی موجود ہیں۔

یاد رکھئے! بعض اولاد کو دینا بعض کو محروم کرنا اوران کا نقصان کرنا یہ بڑا گناہ ہے۔اولاد میں بھی انصاف ضروری ہے۔

ایک صحابی کا واقعہ

مجھے ایک حدیث یاد آئی۔ایک صحابی جن کا نام حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے میرے باپ کو میرے بارے میں کہا کہ میرے اس بیٹے کو ایک غلام دے دو۔آج کل تو شرعی غلام نہیں ہیں۔اُس زمانے میں غلام بڑے قیمتی ہوتے تھے۔تو فرماتے ہیں میرے باپ نے سوچا کہ اگر نہ دوں تو بیوی ناراض ہو جائے گی، گھر میں جھگڑا رہے گا۔کہا چلو میں نے دے دیا۔میری ماں نے کہا ایسے نہیں۔ جاؤ!اس پر حضور ﷺ کو گواہ بنا کر آؤ ورنہ میں راضی نہیں ہوں گی، آدمی مجبور ہو جاتا ہے کہاں تک لڑائی کرے، ہر وقت جھگڑا۔ ہر وقت جھگڑا۔کہا چلو ٹھیک ہے فرماتے ہیں کہ پھر میرا باپ حضور ﷺ کے پاس گیا۔کہا، یا رسول اللہ! میری بیوی کہتی ہے میں غلام اپنے اِس بیٹے کو دے دوں میں نے دے دیا ہے اور وہ کہتی ہے کہ حضور کو گواہ بنا کر آؤ آپ اس پر گواہ بن جائیں تو آپ نے پوچھا،تمہارے اور بھی بیٹے ہیں۔عرض کیا، جی یا رسول اللہ! میرے اور بھی بیٹے ہیں۔فرمایا،تم نے سب کو ایک ایک غلام دیدیا ہے؟عرض کیا،نہیں۔صرف اسی کو دیا ہے تو آپ نے فرمایا۔جاؤ! میں ظلم کا گواہ نہیں بنتا(۱) یہ تو تم ظلم کر رہے ہو ایک کو دے رہے ہو باقی سب کو محروم کر رہے ہو۔

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب العطایا۔

اس لئے بھائی صحیح میراث تقسیم کرنے کی آج کے دور میں بڑی ضرورت ہے۔

ہمارے ہاں تو اہمیت نہیں رہی جب اسلام کا دور دورہ تھا تو جس دن کوئی آدمی فوت ہوتا، شام تک اس کی ساری میراث تقسیم ہو جاتی یا ایک ہی دن میں ساری میراث تقسیم کر دی جاتی۔

وہ اس کو بڑا گناہ سمجھتے تھے کہ میراث میں سے ہم دوسرے کا مال کھا جائیں۔

ایک اللہ والے کی احتیاط

ایک کتاب میں واقعہ پڑھا تھا کہ ایک اللہ والے اپنے ایک بیمار دوست کی عیادت کو گئے ہوئے تھے، رات کا وقت تھا، چراغ جل رہا تھا اور جو بیچارے دوست بیمار تھے ان کا آخری وقت تھا، اتنے میں ان کی روح قبض ہو گئی۔ اللہ کو پیارے ہو گئے، اُن بزرگوں نے کیا کیا جو چراغ جل رہا تھا فوراً اسے بجھا دیا۔ لوگوں نے کہا، حضرت! یہ آپ نے کیا کیا؟ اب تو چراغ کی زیادہ ضرورت تھی۔ آپ نے بجھا دیا ہے تو وہ بزرگ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا، بھائی! جب تک میرا دوست زندہ تھا یہ تیل، بتی اور چراغ اُس کا تھا۔ اب وہ فوت ہو چکا ہے اُس کے چھوٹے بچے بچیاں موجود ہیں اب یہ سب چیزیں تیل، چراغ اور بتی اُن کی ہو گئی ہیں۔ اگر ضرورت ہے تو اپنا تیل اور چراغ لے آؤ یتیم بچوں کا تیل نہ خرچ کرو۔

اندازہ فرمایا آپ نے کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔

قل خوانی کی رسم اور یتیموں کا مال

ایک اور رسم جو شاید آپ کے ہاں نہ ہوتی ہو ہمارے ہاں تو بہت ہوتی

ہے کہ ایک آدمی فوت ہو جاتا ہے تیسرے دن اس کی قل خوانی کی جاتی ہے، کبھی دس پندرہ دن بعد کی جاتی ہے بڑی دیگیں پکائی جاتی ہیں لوگ جمع ہو جاتے ہیں ابھی میراث تقسیم نہیں ہوئی ہوتی، ورثاء میں چھوٹے بچے بھی موجود ہوتے ہیں اور یہ بھی مسئلہ سمجھ لیجئے، اگر چھوٹا بچہ جب تک نابالغ ہے سو دفعہ بھی کہے کہ میرا مال خرچ کرلو میں راضی ہوں۔ شریعت اس کی رضا نہیں مانتی شریعت کے ہاں اس کے کہنے کا کوئی اعتبار نہیں ہاں جب بالغ ہوگا بڑا ہوگا پھر کہے میں راضی ہوں تو پھر ٹھیک ہے۔

ہے تو سخت بات، مگر کہنی پڑتی ہے کہ اس موقع پر جس نے کھلایا، حرام کھلایا۔ جس نے کھایا، حرام کھایا، اس لئے احتیاط فرمائیں، یتیموں کا مال استعمال نہ کریں۔

اولاد پر زیادتی

ایک اور غلطی دیکھنے میں آئی ہے۔ ہمارے ایک بزرگ بتا رہے تھے ایک آدمی کے دو بیٹے ہیں ایک نے خوب محنت کر کے خون پسینے سے لاکھوں روپے جمع کیے اور دوسرا آوارہ گردی کرتا رہا۔ باپ نے اس کو کہا بھائی کے ساتھ دکان پر بیٹھو، کہتا، نہیں بیٹھتا، ایک دن بھی اس کے ساتھ نہیں بیٹھا۔ اب اُس دوسرے بھائی نے لاکھوں روپے کی جائیداد بنالی۔ اور یہ آوارہ پھرتا رہا اب باپ اُس (کمانے والے) بیٹے کو کہتا ہے کہ جو تم نے جائیداد بنائی ہے اس میں سے آدھی اس دوسرے میرے بیٹے کو دے دو۔ اگر نہیں دیتے تو میرے جنازے کو ہاتھ مت لگانا اب بتائیں یہ باپ ظالم ہے یا نہیں؟ وہ خوشی سے دیدے تو اور بات ہے۔ جس نے دس سال، پندرہ سال

مال کمایا ہے، مال تو اُسی کا ہے تم نے تو نہیں دیا۔ اپنی محنت سے کمایا دوسرے بیٹے نے آوارہ گردی کی تو اب باپ کہتا ہے اس کو نہیں دو گے تو میری چارپائی کو ہاتھ نہ لگانا تو یہ ظلم ہے جو والدین کر رہے ہیں پہلے اُس کو کہہ دیتے کہ دیکھو بیٹا! وہ تیرا بھائی جو کما رہا ہے میں نے اس کو پیسہ نہیں دیا، وہ خود کما رہا ہے تم بھی کماؤ۔

اولاد پر ظلم کی ایک اور صورت

ایسے واقعات تو بہت ہیں۔ ہمارے پاس لوگ مسائل پوچھنے آتے ہیں کہ باپ کی دکان ہے، اس کے چار پانچ بیٹے دکان پر بیٹھتے ہیں مگر باپ کیا کرتا ہے صرف اُن کو کپڑا روٹی دیتا ہے، ساری دکان پر اس کا قبضہ ہے پھر وہ بیٹے کیا کرتے ہیں چوری لے جاتے ہیں، پھر مسئلہ پوچھتے ہیں کہ جی باپ ہمیں دیتا کچھ نہیں، ساری دکان پر اس کا قبضہ ہے ہم چوری لے لیتے ہیں کیا یہ ہمارے لئے جائز ہے۔

والدین کے لئے بزرگوں کا مشورہ

اللہ والے فرماتے ہیں کاروبار میں اُن کا حصہ مقرر کرو اس سے ان کا دل بھی خوش ہوگا اور کاروبار کی صلاحیت بھی پیدا ہوگی مثلاً اگر باپ یہ کہہ دے، بیٹا! ایک روپے میں دو آنے چار آنے تمہارے ہیں باقی میرے ہیں۔ اس طریقے سے وہ خوب محنت کریں گے خیانت نہیں کریں گے جتنا آئے گا تمہیں بھی حصہ ملے گا ان کو بھی فائدہ ہوگا۔ ہمارے ایک دوست ماشاء اللہ بڑے باصلاحیت ہیں انہوں نے اپنے بیٹے کو کاروبار میں لگایا اور کہا تیرے چار آنے ہوں گے میرے بارہ آنے ہوں گے اس نے کہا ٹھیک ہے ابا جان! پھر اس نے خوب محنت کی، ماشاء

اللہ ایسی برکت ہوئی کہ بیٹے نے اسی میں سے خود بھی حج کیا، بیوی کو حج کرایا اور کئی عمرے کئے۔ اس لئے احتیاط کی ضرورت ہے، والدین کو اولاد کا حق ادا کرنا چاہئے ظلم نہ کرنا چاہئے۔ میراث کا خیال نہ کرنا، اولاد پر زیادتی کرنا، بعض اولاد کو محروم کر دینا یہ غلط طریقہ ہے۔

شیخ احمد کے وصیت نامہ کی حقیقت

ایک اور چیز عرض کر کے بات کو ختم کرتا ہوں، وہ بچپن میں ہم نے دیکھی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ہم اسکول چوتھی پانچویں جماعت میں پڑھا کرتے تھے۔ کوئی طالبعلم آتا ایک تحریر دے جاتا۔ اُس میں لکھا ہوتا کہ شیخ احمد کو روضۂ اطہر سے بشارت ملی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اتنے لاکھ مسلمان بے ایمان ہو کر مر گئے ہیں۔ اور اے مسلمانو! دین پر عمل کرو گناہوں کو چھوڑو۔ ایسی دو چار باتیں اور بھی لکھی ہوتیں اور آخر میں لکھا ہوتا کہ جو آدمی اس کاغذ کو دس دفعہ لکھ کر شائع کرے گا اس کو اِتنا اِتنا ثواب ملے گا اس کے مال میں اتنی برکت ہوگی، زندگی اتنی بڑھ جائے گی اور جو نہیں لکھے گا وہ اتنے دنوں میں مر جائے گا، فلاں نے نہیں لکھا اس کا یہ نقصان ہو گیا، فلاں نے نہیں لکھا اس کا فلاں نقصان ہو گیا۔ بس پھر تو ہم ڈر جاتے کہ کہیں مر نہ جائیں۔ پھر دس دفعہ اس کو لکھ کر دوسروں کو دیتے، یہ ڈر ہوتا تھا کہ جو نہیں لکھے گا وہ مر جائے گا۔ اور لوگ بھی مرنے کے ڈر سے وہ کاغذ دس دفعہ لکھتے پھر تقسیم کر دیتے، اور کئی اللہ کے بندے بے سمجھ اُس کاغذ کو مطبع سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کرا دیتے۔

یادرکھئے! یہ سب جھوٹ ہے۔غیر مسلموں کی سازش ہے۔وہ کیسے؟ اس طرح کہ غیر مسلموں اور کافروں کی سازش ہے کہ جب مسلمان یہ سنیں گے کہ اتنے لاکھ مسلمان بے دین ہوکر مر گئے ہیں تو اِس دین سے متنفر ہو جائیں گے۔کہیں گے کہ اگر یہ دین سچا ہوتا تو اتنے لاکھ مسلمان بے دین ہوکر نہ مرتے۔مقصد ان کا دین سے متنفر کرنا ہے اور وہاں مدینہ منورہ جا کر پوچھ لیجئے کہ روضۂ اطہر کے قریب کوئی شیخ احمد ہے؟ اِس نام کا کوئی آدمی وہاں نہیں ہے۔بالکل جھوٹ ہے۔

ہمارے ایک استاذ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ علیہ شجاع آباد میں تھے۔میں نے ایک دفعہ رمضان شریف میں اُن سے کئی دن ترجمہ بھی پڑھا تھا۔جب ہم اُن سے پڑھتے تھے ستر سال ان کی عمر تھی۔مجھے یاد ہے میری ڈاڑھی بھی اُس وقت نہیں اتری تھی،ایک دفعہ پڑھا رہے تھے یاد پڑتا ہے غالباً میں نے یا کسی اور طالبعلم نے پوچھا تھا کہ حضرت! یہ شیخ احمد کا وصیت نامہ کیا چیز ہے؟ تو حضرت نے فرمایا بیٹا! جتنی تمہاری عمر ہے میری اتنی عمر تھی ڈاڑھی نہیں اتری تھی اُس وقت سے میں یہ وصیت نامہ دیکھنے لگا ہوں۔یہ شیخ احمد معلوم نہیں کیا بلا ہے؟ نہ تو مرتا ہے۔نہ ختم ہوتا ہے۔اس لئے بھائی ایسی تحریروں کو بالکل شائع نہ کریں اور کہیں شبہ ہو تو علماء سے پوچھیں کہ اس کا شائع کرنا صحیح ہے یا نہیں۔بہرحال رسمیں تو بہت ہیں یہ چند رسمیں میں نے عرض کی ہیں۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام رسومات سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائیں،آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.